الولا والبراء۔۔۔مومنین کا کردار

ہمارے ایمان کا ایک اور اہم جزو الولا والبراء ہے۔اس موضوع کو اگر درست طریقے سے اور اچھی طرح سے سمجھ لیا جائے تو ہمیں با آسانی پتہ چل جائے گا کہ کفار سے کن صورتوں میں دوستی کی جاسکتی ہے اور کن صورتوں میں ان سے تعاون کیا جاسکتا ہے یا کن صورتوں میں ان کے ساتھ مل کر اتحاد قائم کیا جاسکتا ہے۔

درحقیقت آج کل کے اس دور میں اس موضوع کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور اس کو غیر ضروری تصور کر لیا گیا ہے۔ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں وہاں انسان کے بنائے ہوئے کفر قوانین کی حکمرانی ہے اور اختیارات کفار کے ہاتھ میں ہیں۔ہمارے اردگرد بہت سے مسلمان کافر ممالک میں رہ رہے ہیں،وہاں ملازمت کر رہے ہیں،کاروبار میں مصروف ہیں اور یا اپنے خاندان والوں کے ساتھ وہاں مقیم ہیں۔ان مسلمانوں کا بدقسمتی سے یہ نظریہ ہے کہ ان کافر ممالک کی حکومتیں انہیں روزی فراہم کر رہی ہیں،ان کے رہنے کا بندوبست کرتی ہیں اور انہیں اپنی زمین پر قیام کی اجازت دیتی ہیں اور ان کی حفاظت کا بندوبست کرتی ہیں اس لئے بدلے کے طور پر انہیں بھی ان کے ساتھ دوستانہ ماحول قائم کرنا چاہئے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔اس حسن سلوک میں وہ اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ وہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کی نسبت بہتر سلوک کرنے لگے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ ان ممالک کی حکومتیں جب دنیا میں کسی مقام پر مسلمانوں کا قتل عام کرتی ہیں اور ان پر ظلم کرتی ہیں تو یہ مسلمان ان کفار کا ساتھ دیتے ہیں اور اگر ساتھ نہیں بھی دیتے تو ان کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے اور ان کے فیصلے کو تسلیم کر لیتے ہیں۔یہاں تک کہ ان میں سے بعض مسلمان ان میں کسی بہتر عہدہ پر بھی پہنچ جائیں تو بھی یہی سوچنے لگتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ مسلمانوں کی بھلائی کے لئے ہی ہو رہا ہے۔ان تمام باتوں کی یہی وجہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی الولا والبراء کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اس وجہ سے بعض اوقات تو اس حد تک گمراہ ہو جاتے ہیں کہ کافر اور مرتد ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

الولا والبراء کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔الحب (محبت) اور البغض (نفرت)۔اور یہ دونوں صرف اور صرف اللہ کی خاطر ہونے چاہئیں۔الحب کا مطلب ہے صرف اللہ کے لئے محبت،ورنہ اسے الموالات کہتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے ساتھ دینا،مدد کرنا،حمایت کرنا،عزت کرنا،دوستی کرنا یا کسی کا خیال رکھنا اور یہ سب بھی صرف اور صرف اللہ کے لئے ہونا چاہئے اور انہی طریقوں کے مطابق ہونا چاہئے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔دوسری جانب البغض کا مطلب ہے اللہ کی خاطر نفرت کرنا۔اسے المواداۃ بھی کہتے ہیں جو کہ الموالات کا بالکل الٹ ہے۔اس لئے شریعت کے مطابق حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلقات الموالات پر مبنی ہوں اور کفار کے ساتھ المواداۃ پر۔یعنی اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ اور ایمان والوں یعنی مسلمانوں کے ساتھ محبت کی جائے اور کفار سے نفرت۔ان چیزوں سے محبت کی جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ الولا ثابت کی جائے اور ان چیزوں سے نفرت کی جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے نفرت کا حکم دیا جائے اور جو اللہ اور اس کے بندوں سے نفرت کرتے ہیں اور ان سے البراء ثابت کی جائے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو!مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ،کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کرلو"۔(سورۃ النساء۴:آیت۱۴۴)

مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات صاف اور واضح ہونی چاہئے کہ محبت،مدد،حمایت،دوستی،عزت اور پیار صرف مسلمانوں سے کیا جاسکتا ہے اور کفار کے ساتھ یہ سب کرنے کی اجازت نہیں،جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مومنوں کو چاہئے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو،اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ جانا ہے"۔(سورۃ العمران۳:آیت۲۸)

مومنین کے درمیان الموالات فرض ہے کیونکہ مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا گیا ہے اور ہمیں غیر مسلموں سے الگ تصور کیا گیا ہے۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں،پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو،اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔(سورۃ الحجرٰت۴۹:آیت۱۰)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفار کی دوستی سے ایک اور مقام پر ان الفاظ میں منع فرمایا ہے:

"اے ایمان والو!تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے،ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا"۔(سورۃ المآئدۃ۵:آیت۵۱)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے اور سمجھنی ضروری ہے کہ نفرت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم ان کے ساتھ برا سلوک کرنا شروع کر دیں بلکہ ان سے نفرت ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ہماری ان سے نفرت اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں لائے اور اسلام کو بطور دین قبول نہیں کیا۔اس لئے ان کے ساتھ ہمارا سلوک بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ہونا چاہئے اور ان کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونی چاہئے۔

"جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔(سورۃ الممتحنة ۶۰:آیت۸)

الولا و البراء ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے جس پر ہمارے تمام اعمال منحصر ہیں اور یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس پر مسلمان برادری کے درمیان ہمارے تعلقات کا انحصار ہے۔کلمہ طیبہ الولا و البراء کی بنیاد ہے جب ہم لا الہ الا اللہ کہہ کر تمام طاغوت کا انکار کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اپنے مستقل اور کامل ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ایمان کو مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایمان کی شرائط کو پورا کیا جائے تا کہ حقیقی معنوں میں "مومن" کہلانے کا حق ادا کیا جاسکے۔الولا و البراء بھی ایمان کی ایک ایسی شرط ہے جسے پورا کئے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔نبی کریم حضرت محمد ﷺ کا ارشاد پاک ہے **"ایمان کی سب سے مضبوط گرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی جائے اور اسی کی خاطر نفرت"۔**

اس لئے اگر دیکھا جائے تو ہم آج کل جس دور سے گزر رہے ہیں اور کفار کے درمیان رہ رہے ہیں،جہاں کفر حکومتوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کا اعلان کر رکھا ہے،جہاں مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے،انہیں گرفتار کیا جا رہا ہے اور انہیں سزائیں دی جا رہی ہیں وہاں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم الولا و البراء کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ہمیں سمجھنا چاہئے کہ کافر کبھی بھی مسلمان کے برابر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ان کے ہمارے ایمان میں کچھ مشترک ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ دوستی اور تعاون کا تعلق استوار کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے الولا و البراء کی نفی ہو۔اگر کوئی مسلمان کسی کافر کے ساتھ الموالات کی بنیاد پر تعلقات استوار کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہے اور اگر ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے اور اعمال میں ان کے ساتھ مل جاتا ہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اگر وہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے لگتا ہے تو وہ "مرتد حربی" (ایسا مرتد جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہو) ہو جاتا ہے۔

ہمیں کفار کے اعتقادات،ایمان اور ان کے زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے اور ہمیں ان کے اعمال اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔ہمیں ان کے ساتھ کسی قسم کے لگاؤ اور انس کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔انہیں مسلمانوں سے بہتر قرار نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی انہیں مسلمانوں پر فوقیت دینی چاہئے۔بلکہ ہماری محبت،انس،دوستی،لگاؤ اور تعاون صرف مسلمانوں کے لئے ہونا چاہئے۔ہمیں مسلمانوں کی مجالس میں اٹھنا بیٹھنا چاہئے اور انہی کے ساتھ رہنا چاہئے اور اگر وہ گناہ کے مرتکب ہوں تو ان کا احتساب کرنا چاہئے۔ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ محبت اور نفرت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جاتی ہے اور اسی سے کی جاتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ خود محبت کرے یا نفرت کرے،کیونکہ یہ تمام محبتوں اور نفرتوں سے بڑھ کر ہے۔

"جس کسی میں یہ تین خوبیاں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس کو پالے گا؛ جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ دنیا کی باقی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہو جائیں،جو صرف اور صرف اللہ کی خاطر کسی شخص سے محبت کرے اور وہ اس سے محبت کرے،اور جو ایمان کو چھوڑ دینے سے اس حد تک نفرت کرے جیسا کہ وہ جہنم میں پھینکے جانے سے نفرت کرتا ہے"۔(بخاری،مسلم)